ہمارے مد نظر ہے کہ امریکہ اس قول کا پابند ہے اور اسے ہمیشہ رہنا چاہیے کہ تمام انسان برابر پیدا کیے گئے ہیں۔ امریکہ، عدم مساوات پر مبنی حالات کو بہتر بنانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ اس صدی کے تیسرے پچیس برسوں میں نسلی مساوات کے سلسلے میں بہت پیش رفت ہوئی اور آخری پچیس برسوں میں خواتین کی برابری کے معاملے میں بہت پیش رفت ہو چکی ہے، تاہم دونوں شعبوں میں مزید کام کی ضرورت ہے۔''

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مسلمان بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔

[''امریکن - مسلم فاؤنڈیشن'' کے صدر عبدالرحمن المعاوَدی نے اپنے دورۂ اسلام آباد میں جن خیالات کا اظہار کیا، امریکی شعبہ اطلاعات کے پندرہ روزہ جریدے ''خبر و نظر'' (اسلام آباد) نے ان کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جریدہ مذکورہ کے شکریے کے ساتھ یہ لوازمہ نقل کیا جاتا ہے - مدیر]

امریکن مسلم فاؤنڈیشن کے صدر عبدالرحمن المعاوَدی نے گزشتہ دنوں اسلام آباد کا دورہ کیا۔ اپنے قیام کے دوران میں انہوں نے ''امریکہ میں اسلام'' کے موضوع پر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور انسٹیٹیوٹ آف سٹرٹیجک اسٹڈیز کے زیر اہتمام ایک سیمینار سے بھی خطاب کیا اور اسلام آباد میں متعدد صحافیوں کو انٹرویو دیے۔

ان انٹرویوز میں مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے عبدالرحمن المعاوَدی نے امریکہ میں مسلمانوں کو حاصل شہری و مذہبی آزادیوں اور برابر کے جمہوری حقوق پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ ''خبر و نظر'' کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ میں اسلام اور مسلمان پوری طرح پھل پھول رہے ہیں۔ مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اسلام کے آفاقی پیغام کی وجہ سے ایک کمیونٹی سمجھے جاتے ہیں۔ یوں تو مختلف اسلامی گروپ مسلمانوں کی فلاح کے لیے کام کر رہے ہیں، لیکن امریکن مسلم فاؤنڈیشن کو ان میں ایک اہم ادارہ کی حیثیت حاصل ہے۔

امریکی معاشرے میں مسلمانوں کی حیثیت کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں عبدالرحمٰن الماؤدی نے کہا کہ مسلمان امریکی معاشرے میں اجنبی نہیں ہیں، بلکہ وہ اپنی اپنی اسلامی شناخت بر قرار رکھتے ہوئے امریکی کلچر کا حصہ بن رہے ہیں۔ خاص طور سے نئی نسل جو کل مسلم آبادی کا تیں فیصد ہے، وہ تو مکمل طور پر امریکی کلچر کا حصہ بن چکی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت امریکہ میں ستر لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے تیں فیصد کا تعلق امریکہ کی سیاہ فام آبادی سے ہے، پچیس فیصد مسلمان جنوبی ایشیا(برصغیر) سے تعلق رکھتے ہیں، جبکہ ۱۵ فیصد عرب باشندے شامل ہیں۔ امریکہ میں اسلام کو ایک طاقتور مذہب کی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں پچیس سو مساجد ہیں اور مسلمانوں کے زیر کنٹرول دو سو پچاس مدرسے اور سکول کام کر رہے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں عبدالرحمٰن الماؤدی نے کہا کہ جہاں تک امریکی سیاست میں مسلمانوں کے کردار کا تعلق ہے، تو یہ بتانا ضروری ہے کہ سیاست میں مسلمانوں کا کردار بڑھتا جارہا ہے۔ امریکہ میں اس وقت دس لاکھ مسلمان بطور ووٹر درج ہیں اور وہ اپنے نمائندے چننے کے عمل میں شریک رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ میں عام امریکیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی خارجہ پالیسی امور سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے، بلکہ وہ اندرونی پالیسیوں، مراعات اور ٹیکسوں کی ٹھوس پالیسیوں کی وجہ سے ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت نے دونوں مرتبہ صدر کلنٹن کو ووٹ دیا تھا، کیونکہ مسلمان سمجھتے ہیں کہ کلنٹن امریکہ میں مسلمانوں کے حوالے سے زیادہ قابل قبول ہیں اور ان کی مجموعی پالیسیاں بہتر ہیں۔ عبدالرحمٰن الماؤدی نے بتایا کہ مسلمان مقامی انتخابات سے لے کر قومی سطح کے انتخابات میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ نجی اور سرکاری شعبے میں انتہائی اہم نشتوں پر مسلمان بالخصوص پاکستان کے لوگ کام کر رہے ہیں اور وہ امریکی معیشت کا ایک بڑا اہم معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تمام مسلمان گروپ مل کر ایک مشترکہ لائحہ عمل مرتب کر رہے ہیں تاکہ یہ باور کرایا جاسکے کہ امریکہ کے مسلمان خود کو بھرپور امریکی شہری سمجھتے ہیں اور امریکی شہری کے طور پر حقوق کی بات کرتے ہیں۔

امریکہ کی مسلح افواج میں مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے امریکی مسلم سکالر نے کہا کہ اس وقت کم وبیش دس ہزار فوجی اور افسر مسلمان ہیں۔ ان

میں مسلمان خواتین بھی شامل ہیں۔ مسلمان خواتین کو امریکی مسلح افواج میں رہتے ہوئے حجاب استعمال کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

امریکن مسلم فاؤنڈیشن کے صدر الماؤدی نے جو خود اریٹیریا سے تعلق رکھتے ہیں اور عربی النسل ہیں، کہا کہ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان جذباتی اندازِ فکر اختیار کرنے کے بجائے پہلے خود کو امریکی شہری ثابت کریں اور بعد ازاں امریکی حکام کے سامنے مسائل لے کر جائیں۔ بقول ان کے، ہوتا یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مسلمان خود کو امریکی سوچ کے دائرے سے باہر ہو کر مسائل اٹھاتے ہیں تو پھر امریکی حکام اس کام پر خاص توجہ نہیں دیتے۔ ان کا مشورہ تھا کہ مسلمانوں کو امریکی حکام کے سامنے مسئلہ رکھتے ہوئے اپنی مذہبی حیثیت برقرار رکھنے کے باوجود امریکی معاشرے کے ایک شہری کی حیثیت سے رویہ اپنانا چاہیے، فائدہ اسی میں ہے۔

عبدالرحمٰن الماؤدی نے امریکہ میں پاکستانی مسلمانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مجموعی طور پر پاکستان کے باشندے قدرے جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ وہ امریکہ میں رہ کر وہاں کے کلچر میں ضم ہونے کے بجائے پاکستانی کی اندرونی سیاسی پالیسی کی بنیاد پر تقسیم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس تناظر میں انہوں نے پاکستان کی قومی قیادت (حکومت اور اپوزیشن) پر زور دیا ہے کہ وہ امریکہ میں آباد پاکستانی کمیونٹی کو سیاسی بنیادوں پر تقسیم کرنے کے بجائے انہیں وہاں بطور امریکی پاکستانی کمیونٹی متحد ہونے کا مشورہ دیں۔ اس سے ان کی حیثیت اور وزن بڑھے گا اور وہ پاکستان کے لیے بہتر طور پر کام کر سکیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکہ میں مقیم پاکستانیوں کو سیاسی جماعتوں کی پالیسیوں کی روشنی میں دیکھنے کے بجائے صرف اور صرف پاکستانی قوم کے مفادات کے تابع ہو کر لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے لیے یہودیوں کی مثال موجود ہے جو اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود امریکہ میں رہ کر اپنی ہر نئی حکومت کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں۔

امریکن مسلم فاؤنڈیشن کے صدر نے کہا کہ پاکستانی کمیونٹی امریکہ کی سیاسی جماعتوں کے لیے بھاری فنڈز فراہم کرتی ہے، لیکن وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا پاتی۔

اس سوال کے جواب میں کہ دنیا میں مسلمانوں کی حالت زار پر امریکہ میں مقیم مسلمانوں کا ردعمل کیا ہوتا ہے، عبدالرحمٰن الماؤدی نے بتایا کہ وہ ایسی صورتِ حال پر دو

طرح کے رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر مضطرب ہو جاتے ہیں اور ظالموں کی سیاسی محاذ پر مذمت کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ وہ ان تنظیموں کو بھاری رقوم فراہم کرتے ہیں جو ان مصیبت زدہ مسلمانوں کی بحالی اور امداد کے لیے کام کرتی ہیں۔

مسلمانوں پر بنیاد پرستی کے حوالے سے لگائے جانے والے الزام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ بنیاد پرستی کی اصطلاح کا اس حوالے سے غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ بنیاد پرستی اس اعتبار سے کوئی بری چیز نہیں ہے کیونکہ یہ اس عمل کا نام ہے جس میں مسلمان اپنے عقائد کی روشنی میں اس پر پوری طرح عمل درآمد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں فخر ہے کہ وہ اپنے اسلامی عقائد پر پوری طرح عمل درآمد کرتے ہیں اور اگر اس اعتبار سے وہ بنیاد پرست ٹھہرے تو انہیں اس بات پر فخر ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی مسلمان عقائد پر عمل درآمد کے ساتھ ساتھ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر کسی دوسرے کا خون بہایا جائے، کیونکہ اسلام فروعی اختلافات کی بنیاد پر خونریزی سے منع کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنیاد پرستی غلط نہیں ہے، لیکن وہ مذہب کے نام پر دہشت گردی کی حمایت نہیں کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے ذریعے اسلام کی ترویج ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی مسلمان اسامہ بن لادن کے مشن کو پسند نہیں کرتے۔ عبدالرحمٰن الماؤدی نے کہا کہ وہ خود ایک عرب اور ایک باعمل مسلمان ہیں۔ ممکن ہے اسامہ ایک اچھے مسلمان ہوں، لیکن ان سب کے باوجود ان کے مشن کی حمایت نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وہ عام امریکیوں کو نشانہ بنانے کی بات کرتے ہیں جن میں ستر لاکھ امریکی مسلمان بھی شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ کو دہشت گردی کا راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔ (''خبر و نظر''-اسلام آباد، نومبر ۱۹۹۸، پہلا شمارہ)